ڈاکٹر قاضی عابد

ہندو صنمیات ...... تصنیف / ترجمہ (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)

ڈاکٹر مہر عبدالحق بنیادی طور پر سرائیکی زبان و ادب کے محقق و ناقد، ماہر لسانیات اور مترجم کی شہرت رکھتے ہیں۔ ان کا تعلق محققین کی اس نسل سے تھا جس نے عمر کے آخری حصے تک علم و ادب کے ساتھ اپنے گہرے عشق کا عملی اظہار کیا۔ انھوں نے بہت سے خشک موضوعات پر زندگی بھر دادِ تحقیق دی اور اپنی آخری سانسوں تک لکھنے اور پڑھنے کا کام جاری رکھا۔ (۱) وہ سرائیکی خطے سے تعلق رکھنے والے پہلے محقق تھے جنھوں نے ملتانی (سرائیکی) زبان اور اردو کے لسانی تعلقات پر تحقیق کی، پنجاب یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری (۲) حاصل کی اور یوں حافظ محمود شیرانی کی تحقیقاتِ لسانی کی ایک اور پرت کو واضح کیا۔

''ہندو صنمیات'' ترتیب کے لحاظ سے ان کی سترھویں کتاب ہے جسے 'بیکن بکس ملتان' نے ۱۹۹۳ء میں شائع کیا۔ یہ ان کی زندگی میں شائع ہونے والی ان کی (مہر عبدالحق کی) آخری کتاب ہے۔ حال ہی میں (۲۰۰۲ء) بیکن بکس، ملتان نے کمپیوٹر کتابت کے ساتھ اور سائز میں تبدیلی کر کے اسے مکرر شائع کیا ہے۔ ہمارے پیشِ نظر اس کا پہلا ایڈیشن ہے جو متن کے ۵۶۸ صفحات کا حامل ہے۔ ۳۲ صفحات پر مشتمل دو فہارس اور عرش صدیقی کا دیباچہ اس کے علاوہ ہیں۔ یہ کتاب پانچ حصوں اور ۳۵ ابواب میں تقسیم کی گئی ہے۔ پہلا حصہ دس (۱۰)، دوسرا آٹھ (۸)، تیسرا گیارہ (۱۱)، چوتھا دو (۲) اور پانچواں (اور آخری) چار (۴) ابواب پر محیط ہے۔

یہ کتاب جسے ڈاکٹر مہر عبدالحق نے طبع زاد تصنیف کے طور پر پیش کیا ہے دراصل W. J. Wilkins (ڈبلیو۔ جے۔ ولکنز) کی کتاب (۳) [Hindu

[Mythology اور A.L. Basham، (اے-ایل-باشم) کی کتاب (۴) [The Wonder That Was India] کے چار ابواب کا من وعن ترجمہ ہے۔ڈاکٹر مہر عبدالحق نے اپنے مقدمے اور دیباچہ نگار عرش صدیقی نے (جو فی الواقعہ ایک وسیع المطالعہ اور صاحب علم آدمی تھے) کہیں بھی اس طرف اشارہ نہیں کیا کہ یہ کتاب طبع زاد نہیں بلکہ مذکورہ بالا کتب کا (کلی یا جزوی) ترجمہ ہے (۵) ۱۹۸۷ء میں ایم۔اے کی سطح پر لکھے جانے والے تحقیقی وتنقیدی مقالے (ڈاکٹر مہر عبدالحق ...... شخصیت وفن) میں بھی اس غیر مطبوعہ کتاب (اس وقت تک غیر مطبوعہ) کو مہر صاحب کی طبع زاد تصنیف کے طور پر نقد ونظر سے گزارا گیا ہے۔

عرش صدیقی نے کتاب کے حوالے سے لکھا:

''مہر عبدالحق نے گو کہ کتاب کے مختلف حصوں میں تنقید وتبصرہ سے احتراز کیا ہے لیکن ابتدائیہ میں انھوں نے مائتھالوجی کی اہمیت اور معنویت کو بیان کرتے ہوئے بڑے عالمانہ پیرائے میں اظہار خیال کیا ہے''(۶)

''پاکستان میں ابھی تک ہندو مائتھالوجی پر یا یوں کہیے کہ پاکستان کی اپنی قدیم اساطیری تہذیب پر کوئی مکمل کتاب، تالیف یا تصنیف شائع نہیں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق کی کتاب ''ہندو مائتھالوجی'' ہمارے ہاں منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے''(۷)

''یہ کتاب پاکستان میں ہندو مائتھالوجی کے بارے میں اردو میں شائع ہونے والی پہلی اور بہت اہم کتاب ہے جو ہندو مائتھالوجی، قدیم ہندو مذہب، معاشرت، فلسفہ، تاریخ اور تہذیب کے لئے بنیادی حوالوں کی کتاب کے طور پر ایک بلند

مقام کی حامل ہے'' (۸)

ڈاکٹر مہر عبدالحق مقدمے میں رقمطراز ہیں:

''یونانی، رومی، عراقی و عربی، ایرانی اور ہندو مائتھالوجی کا عالمی ادب میں بہت بڑا مقام ہے۔ اس کتاب میں ہندو مائتھالوجی کو بلاتنقید وتبصرہ، غیر جانبدارانہ انداز میں پیش کیا جا رہا ہے''۔

''جن اعلیٰ علمی مقاصد کو سامنے رکھ کر یہ کتاب پہلی مرتبہ اردو زبان میں پیش کی جا رہی ہے وہ موجودہ دور کے تقاضوں کو کس حد تک پورا کرتے ہیں اس کا اندازہ دانشور مفکرین ہی صحیح طور پر لگا سکتے ہیں۔ اس انتہائی مشکل کام کے سرانجام دینے میں جن عظیم شخصیات نے میری حوصلہ افزائی کی ان سب کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں''۔ (۹)

ام کلثوم (اپنے ایم۔اے کے غیر مطبوعہ مقالے میں) یوں دادِ تحقیق دیتی ہیں:

''کتاب کے شروع میں مصنف کا مقدمہ بھی ہے جس میں انھوں نے اپنی تصنیف کی غرض و غایت کو بیان کیا ہے اور آخر میں ان کتابیات (یہاں کتابیات کو سہو کتابت میں شمار ہونا چاہیے۔ مقالہ نگار کتب لکھنا چاہتی ہوں گی) کی فہرست ہے جن سے دوران تصنیف مہر عبدالحق نے استفادہ کیا ہے'' (۱۰)

عرش صدیقی کے بارے میں لکھا جا چکا ہے کہ وہ ایک وسیع المطالعہ شخص تھے لیکن ضروری نہیں کہ ولکنز کی کتاب ان کی نظر سے گذری بھی ہو ویسے بھی وہ (عرش صدیقی) ایک فراخ دل نقاد ہونے کی شہرت رکھتے تھے جو معیار کی بجائے دوستداری پر اپنے استحسان کی بنیاد رکھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ڈاکٹر مہر عبدالحق جیسے محقق سے اس طرح کی سرگرمی کی توقع بھی نہیں رکھی جا سکتی تھی۔

اس کتاب کو طبع زاد تصنیف یا تالیف کی بجائے ترجمے کے طور پر ہی (جیسا کہ یہ فی الواقعہ ہے) پیش کیا جاتا تو اس سے ڈاکٹر مہر عبدالحق کے ادبی مرتبے کو ضعف نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اعلیٰ ترین علمی کارناموں میں دیانت داری کا اولین تقاضا یہ ہوتا ہے کہ مصنف یا محقق اپنے مآخذات کا واضح انداز میں اعتراف کرے اور یقیناً یہ مآخذات و منابع ہی ہوتے ہیں جو کہ تحقیق کی صداقت کی شہادت دیتے اور اسے درجہ استناد پر فائز کرتے ہیں۔ میتھیو آرنلڈ نے اپنے مضمون ''تنقید کا منصب'' میں نقاد کو اپنے زمانے تک کے بہترین علوم کا وارث قرار دیا ہے۔ آرنلڈ کی یہ بات ناقد کے ساتھ محقق کے لئے بھی درست ہے لیکن وارث اور خوشہ چین پر اجداد کی عظمت، برتری اور زمانی تفوق کے اظہار اور ان کی خدمات کا اعتراف ایک ایسا قرض ہوتا ہے جس کی ادائیگی از حد ضروری ہوتی ہے۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق نے اپنے مقدمے میں عظیم شخصیات کی حوصلہ افزائی کا اعتراف تو کیا ہے لیکن پورے مقدمے میں کتاب کے اصل مصنفین (ڈبلیو۔ جے ولکنز اور اے۔ ایل باشم) کا شکریہ تو دور کی بات، ذکر تک کرنے کا تکلف گوارا نہیں کیا۔

اوپر کی سطور میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ''ہندو صنمیات'' دراصل طبع زاد تصنیف نہیں بلکہ ترجمہ ہے۔ یہاں پر اس مؤقف کی وضاحت تین طرح کے مشاہدات کے ذریعے کی جائے گی۔

الف) ہندو صنمیات اور ولکنز کی کتب کی فہارس۔

ب) ہندو صنمیات اور ولکنز کی کتب میں موجود اساطیری (صنمیاتی) تصاویر کی فہارس۔

ج) ہندو صنمیات اور ولکنز اور اے۔ ایل۔ باشم کی کتب کے متعلقہ ابواب کا تقابلی مطالعہ۔

الف) ہندو صنمیات کے پہلے تین حصے جو انتیس ابواب پر مشتمل ہیں اور ولکنز کی کتاب جو تین حصوں اور اتنے ہی ابواب کی حامل ہے، کی فہارس ملاحظہ ہوں۔

حصہ اول: ویدوں کے دیوتا

پہلا باب......وید

دوسرا باب......ویدک دیوتا (بالعموم)

تیسرا باب......دئیوس اور پرتھوی

چوتھا باب......ادتی اور آدیتہ

پانچواں باب......اگنی

چھٹا باب......سورج اور روشنی کے دیوتا

۱۔ سوریہ

۲۔ پشن

۳۔ متر ااور ورنا

۴۔ اسون

۵۔ اوشا

ساتواں باب...... بادوباراں کے طوفانی دیوتا

۱۔اندرا

۲۔ اندرانی

۳۔ پرجینا

۴۔ وایو

۵۔ ماروت

آٹھواں باب......سوما

نواں باب......توستری یا وشوکرم

دسواں باب......یم (۱۱)

اب ولکنز کی کتاب کے پہلے حصے کی فہرست پر ایک نظر ڈالئے

Part ...1 The Vedic Deities

Chapter

1. The Vedas
2. The Vedic gods (Generally)
3. Dyaus & Prithivis
4. Aditi & Adityas
5. Agni
6. Sun Or Light Deities
    1) Surya
    2) Pushan
    3) Mitra and Varuna
    4) The Asvins
    5) Vshas
7. The Storm Dieties
    1) Indra
    2) Indrani
    3) Parjania
    4) Vayu
    5) The Maruts
8. Soma
9. Tvastari Or Visva Karma
10. Yama (12/13)

انہی دونوں کتب کی فہارس ملاحظہ ہوں۔

حصہ دوم: پرانوں کے دیوتا

گیارھواں باب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پران

بارھواں باب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔برہم

تیرھواں باب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔برہما۔۔۔سرا سوتی

چودھواں باب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وشنو۔۔۔لکشمی

پندرھواں باب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وشنو کے اوتار

1) متسایا مچھ اوتار

2) کورما یا کچھوا اوتار

3) وزاہ یا سئور اوتار

4) نرسنگھا یا نصف آدم نصف شیر اوتار

5) وامن یا بونا اوتار

6) پرسورام اوتار

7) رام چندر اوتار

8) کرشن اوتار

9) بالرام اوتار

10) بدھ اوتار

11) کلکی اوتار

جگن ناتھ

چیتنا

کام دیو

سولھواں باب-------شوا

پنچانن

سترھواں باب-------اوما، پاروتی، درگا

درگا کی مختلف صورتیں

۱) درگا

۲) دس بھوجا

۳) سنگھاواہنی

۴) مہیشاماونی

۵) جگدھاتری

۶) کالی

۷) مکتا کیسی

۸) تار

۹) چنامستکا

۱۰) جگدگوری

۱۱) پرت ینگرا

۱۲) ان پورنا

۱۳) گنیش جننی

۱۴) کرشن کرور

اٹھارواں باب-------شوااور پاروتی کے بیٹے

۱) گنیش

۲) کرتی کے یا (۱۴)

Part 2 ....The Puranic Deities

1. The Purans
2. Brahma
3. Brahma.....Sarasvati
4. Vishnu.......Lakshmi
5. Incarnations Or Avataras of Vishnu
    1) The Malsya or Fish Avatara
    2) The Kurma or Tortoise Avatara
    3) The Varaha or Bear avatara
    4) The Nrisingha or Man....Lion Avatara
    5) The Vamna or Dawarf Avatara

6) The Parasurama Avatara

7) The Rama Chandra Avatara

8) The Krishna Avatara

8 a) Bala Rama avatara

9) The Budha Avatara

10) The Kalki Avatara

Jagannath

Chaintanya

Kama Deva

6. Siva ...Panchana
7. Uma

Parvati

Durga

The Chief Forms of Durga

Durga

Dasabhuja

Singha Vahini

Mahishamardini

Jagadd hatri

Kali

Muktakesi

Tara

Chinnamustaka

Jagadgauri

Pratyangira

Annapurna

Ganesajanani

Krishnakrora

The Saktis

8. Sons of Siva & Parvati

1. Ganesa

2. Kartikeya

9. The Puranic Account of the Creation

10. The Puranic Division of Time (15)

یہاں پر اس امر کی نشاندہی لازمی ہو جاتی ہے کہ ولکنز کی کتاب کی دوسری فصل کے آخری دو ابواب کو ''ہندوصنمیات'' کا چوتھا حصہ بنا دیا گیا ہے۔(۱۶)۔طوالت سے بچنے کی غرض سے یہاں پر ہر دو کتب (ولکنز اور مہر عبدالحق) کی تیسری فصل کی فہارس نقل نہیں کی جارہیں ورنہ وہاں بھی صورتِ حال وہی ہے۔(۱۷) لیکن یہاں پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ''ہندوصنمیات'' میں باشم کی کتاب کے کون کونسے ابواب ترجمہ کر کے شامل کر لئے گئے ہیں۔

۱۔بتیسواں باب۔۔۔۔بدھ مت۔ یہ باب باشم کی کتاب کے ساتویں حصے سے لیا گیا ہے۔(باشم؛ص۲۵۶۔۲۹۴)

۲۔تینتیسواں باب۔۔۔جین مت۔ یہ باب بھی باشم کی کتاب کے ساتویں حصے سے لیا گیا ہے۔(باشم؛ص۲۸۷۔۲۹۴)

۳۔چونتیسواں باب۔۔اُپنشد۔ یہ باب بھی باشم کی کتاب کے اسی (ساتویں) حصے سے لیا گیا ہے۔(باشم؛ص۲۵۱۔۲۵۶)

۴۔پینتیسواں باب۔۔ہندو فلسفہ اور اخلاقیات۔ یہ باب بھی مذکورہ کتاب کے اسی (ساتویں) حصے سے لیا گیا ہے۔(باشم؛ص۳۲۲۔۳۴۲)

ب) "Hindu Mythology" میں کل ۶۳ (تریسٹھ) وضاحتی تصاویر شامل ہیں۔''ہندوصنمیات'' میں ان میں سے ۱۰ (دس) تصاویر شامل نہیں کی گئیں جن میں تین تصاویر مہاتما بدھ اور بدھ مت کی عبادت گاہوں، کوروؤں پانڈوں کی جنگ کے منظر سے متعلق اور چھ تصاویر مقدس درختوں کی ہیں۔۵۳ (ترپن) تصاویر وہی ہیں اور ان کی فہارس میں ترتیب (حذف شدہ تصاویر چھوڑ کر) بھی یکساں ہے۔(۱۸) اکیسویں تصویر کی توضیح غلط کی گئی ہے۔ یہ تصویر ولکنز کی کتاب میں صفحہ نمبر ۲۱۱ پر دی گئی ہے جس کی وضاحتی عبارت یوں ہے۔

"Radha worshipping Krishna as Kali"

''ہندوصنمیات'' میں یہ تصویر صفحہ نمبر ۲۲۸ پر موجود ہے۔ وضاحتی بیان کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔ ''کرشن کالی کا روپ دھار کر اپنی محبوبہ رادھا کے خاوند کو غلط فہمی میں مبتلا کر رہا ہے۔'' ظاہر ہے یہ ترجمہ خبطِ معنی کا کام سرانجام دے رہا ہے۔

ج) یہاں پر ''ہندوصنمیات'' اور ولکنز اور باشم کی کتب کے متعلقہ ابواب سے مختلف اقتباسات کے ذریعے دکھایا جائے گا کہ ڈاکٹر مہر عبدالحق محض مترجم ہیں، مصنف نہیں۔

ا) ''ہندوصنمیات'' اور ولکنز کی کتاب کے اقتباسات

ا۔ ''کہا جاتا ہے کہ وید کا مادہ 'وِدْ' ہے جس کے معنی جاننا ہیں۔ لہٰذا وید کے معنی ہوئے علم۔ تاہم یہ وہ علم ہے جو سنا سنایا ہے یا سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا ہے کیونکہ صدیوں تک یہ معرضِ تحریر میں نہیں لایا گیا۔ وید کسی ایک شخص کی تصنیف بھی نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں عام عقیدہ یہی ہے کہ ان کے مشمولات بہت سے رشیوں پر القا ہوئے جو انھوں نے آگے اپنے شاگردوں تک پہنچائے۔ ویاس جی ان سب کو ترتیب دینے والا یعنی مرتب یا ایڈیٹر ہے۔''

(۱۹)

1. "The root of the word is vid;" to know" hence the term veda signifies knowledge; and these books were not written for centuries after they were originally composed, it signifies knowledge that was heard or orally communicated. The vedas are not the work of

single person but according to a popular belief were communicated to a number of Rishis or Saints, who in their turn transmitted them to their diciples. The seer Vyasa is styled the arranger or as we should now say, the editor of these works." (20)

۲۔ ''تین ویدوں کے سنہتاؤں (۲۱) میں جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ اگر منتروں میں شعری وزن ہے اور اس کو بلند آواز میں پڑھا جاتا ہے تو اسے رچ کہا جائے گا جس کے معنی ہیں حمد وثنا، مدح و تعریف۔ اسی لفظ رچ سے رگ وید کا نام ماخوذ ہے۔ رگ کے معنی ہوئے حمد وثنا۔ اگر منتر نثر میں ہیں تو انہیں اس طرح پڑھا جائے گا کہ کوئی دوسرا نہ سن سکے۔ انہیں یج کہا جائے گا۔ اس کے معنی بھینٹ چڑھانا (قربانی)۔ یجر وید میں قربانی پیش کرنے کے منتر درج ہیں اور اگر یہ منتر موزوں اور مقفّیٰ ہیں اور گائے جانے کے لئے ہیں تو انہیں 'سامن' (برابر) کہا جائے گا۔ سام وید میں اسی قسم کے منتر ہیں۔ منتروں کے مصنف کو جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے خدا [کی] طرف سے القاء ہوا تھا، رشی کہا جاتا ہے۔ اس رشی کو inspired seer یعنی ایسا شخص سمجھا جاتا ہے جسے الہام ہوتا ہے اور جو ہر چیز کو دیکھ سکتا ہے۔'' (۲۲)

2. "The sanhitas of three of the vedas are said to have some peculiarity. If a mantar is metrical and intended for loud recitation, it is called Rich (from rich, praise), whence the name Rig Veda; i.e. the Veda

containing such praises. If it is prose (and then it must be muttered inaudibility) it is called Yajur (Yaj, sacrifice, literally, the means by which sacrifice is effected), therefore Yajur-Veda signifies the Veda containing such Yajus. And if it is metrical and intended for chanting, it is called Saman[equal], hence SamanVeda means the Veda containing such samans. The author of the Mantra, or as the Hindus would say, the inspired "Sear", who received it from the Deity, is termed its Rishi;" (23)

۳۔ ”لکشمی جسے عام طور پر سری کہتے ہیں، وشنو کی بیوی ہے۔ وشنو کے مختلف اوتاروں کے ساتھ اسی رشتے سے یہ بھی مختلف ناموں سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس طرح دنیاؤں کا مالک وآقا، دیوتاؤں کا دیوتا، جناردن انسانوں کے اندر مختلف شکلوں میں اتر آتا ہے، اسی طرح اسکی یہ شریک حیات بھی نزول کرتی ہے۔ مثلاً جب ہری، اوتی کے بونے بیٹے کی صورت میں پیدا ہوا تو لکشمی کنول کے پھول سے پدما یا کملا بن کر ظاہر ہوئی۔ جب وہ بھرگو کی نسل سے پرسورام کی شکل اختیار کر کے پیدا ہوا تو یہ دھرانی تھی۔ جب وہ راگھو (رام چندر) تھا تو یہ سیتا تھی اور جب وہ کرشن تھا تو یہ رکمنی تھی۔ اسی طرح وشنو کی دوسری تنزیلوں میں یہ بھی اس کی رفیقہ رہی۔ اگر وشنو کوئی ماورائے فطرت صورت اختیار کر لیتا تھا تو یہ بھی الوہیاتی پیکر اختیار کر لیتی تھی، اگر وہ کسی فانی مخلوق کا روپ دھار لیتا تھا تو یہ بھی اسی طرح فانی مخلوق بن جاتی تھی۔ غرضیکہ یہ ہر وہ صورت بدل لیتی تھی جو اس کے خاوند نے بدل رکھی ہوئی تھی۔“ (۲۴)

3. "Lakshmi or very commonly Sri, is the wife of

Vishnu, and under various names appears in this relation in his various incarnations. As the lord of the worlds, the god of the gods, Janarddans descends amongst mankind in various shapes; so does his coadjutor Sri. Thus when Hari was born a dwarf, the son of Aditi, Lakshmi appeared from the lotus as Padma or Kamala;when he was born as Rama(Parasurama) of the race of Bhrigu, she was Dharni; when he was Raghwa(Rama Chandra) she was Sita; and when he was Krishna, she was Rukmini. In the other descents of Vishnu she was his associate. If he takes a celestical form, she appears as Divine; if a mortal she becomes a mortal too, transforming her own person agreeably to whatever character it pleases Vishnu to assume." (25)

۴۔ ''جب برہما نے دنیا کو آباد کرنا چاہا تو اس نے اپنی طرح کے کچھ 'مولودہ ذہن' بیٹے پیدا کر لئے، ان کے نام یہ ہیں: (۱) بھرگو۔ (۲) پلاستا۔ (۳) پلاہ۔ (۴) کرتو۔ (۵) انگی رس۔ (۶) مریچی۔ (۷) دکشا۔ (۸) اتری۔ (۹) وشستھ۔ (۱۰) نارد۔

یہ نو برہما یا برہمارشی کہلاتے ہیں اور پرانوں میں انھیں بہت اہمیت دی گئی ہے۔ مہا بھارت میں صرف سات کا ذکر تھا، لیکن اس رزمیہ کے مختلف

حصوں میں جو فہرستیں ملتی ہیں ان میں بڑا اختلاف ہے۔ سات رشیوں کے متعلق تو مشہور تھا کہ یہ دب اکبر۔۔۔۔۔ میں نظر آ جاتے ہیں جب ان کی بیویاں خوشہ پروین میں چمک دکھا رہی ہوتی ہیں۔ ان رشیوں کو پرجاپتی، یعنی اولاد کے مورثین اعلیٰ، برہما پترا یعنی برہما کے بیٹے اور برہمن بھی کہتے ہیں۔" (۲۶)

4. When Brahma wished to populate the world, he created mind-born sons, like himself; viz. Bhrigu Pulastya, Pulaha, Kratu, Angiras, Marichi, Daksha, Arti and Vasishtha: these are the nine Brahmas Brahma rishis celebrated in Purans. [Vishnu Purans] Originally seven only were mentioned in theMahabharta; but the list found in different parts of that epic do not agree with each other. The seven are supposed to be visible in the Great bear, as their wives shine in the Pleiades. These Brahmarishis are also called Prajapatis (lords of offspring), Brahmaputras (sons of Brahma), and Brahmanas. (27)

۵۔ "ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں وقت کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یگ، منونترا اور کلپ۔ یگ چار ہیں، جن کا مجموعی دورانیہ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) خدائی سالوں کے برابر ہے۔ ہر ایک کا الگ الگ دورانیہ اس طرح ہے:

کرتا یگ = ۴۸۰۰ خدائی سال

تریتا یگ	=	۳۶۰۰ خدائی سال
دواپر یگ	=	۲۴۰۰ خدائی سال
کالی یگ	=	۱۲۰۰ خدائی سال

فانی مخلوق کا ایک سال خداؤں کے ایک دن کے برابر ہے۔ سال کے تین سو دن شمار کئے گئے ہیں۔'' (۲۸)

5. "The three main divisions of time employed in the Hindu Scriptures are YUGAS, MANVANTARAS and KALPAS. These will now be described. There are four Yugas, which together extend to 12,000 'devine years'. Their respective duration is as follows;

The Krita Yuga	=	4,800 divine years
The TretaYuga	=	3,600 divine years
The Dvapara Yuga	=	2,400 divine years
The Kali Yuga	=	1,200 divine years

One year of mortal is equal to one day of the gods. As 360 is taken as the number of days in the year." (29)

۲۔ ہندو صنمیات اور اے۔ ایل۔ باشم کی کتاب کے متعلقہ اقتباسات؛

۱۔ ''اپنشدوں کے اصول وقواعد کے بارے میں ظنی فلسفے کو تو براہمیت کے نظام میں جگہ مل گئی تھی لیکن اور بہت سی تعلیمات ایسی تھیں جو ان کے کٹر اور روایتی قدامت

پسندانہ رویوں سے ہم آہنگ نہ ہو سکتی تھیں۔ان تعلیمات کو روایت پرستی کے مخالف فرقوں نے ترقی دے کر تکمیل تک پہنچایا تھا۔ان کا سب سے بڑا مبلغ وہ عظیم معلم ہے جس نے چھٹی صدی قبل مسیح کے اواخر اور پانچویں صدی قبل مسیح کے شروع میں زرد لباس پہننے والوں کی ایک جماعت بنائی اور جو بدھ یعنی روشن ضمیر یا بینا رقلب کے نام سے مشہور ہے۔اس شخص کی وفات کے بعد جو اثرات پوری دنیا پر مرتب ہوئے ہیں اگر صرف انہیں کو اس کی عالمگیر مقبولیت کا معیار قرار دے دیا جائے تو بلا خوف تردید یہ ماننا پڑے گا کہ سرزمین ہندو پاک میں اس سے بڑا آدمی اور کوئی نہیں پیدا ہوا۔" (۳۰)

1. "While the doctrine of Upanisads found a place in the brahmanic system, there were other teachings which could not be harmonized with orthodoxy, but were forested and developed by hetrodox sects. Chief among the teachers of such doctrines was the man who at the end of the sixth and the beginning of the fifth century B.C. established a community of yellow robed followers, was known by them as the Buddha, enlightened or awakened. Even if judged only by his posthumous effects on the world at large he was certainly the greatest man to have been born in India."

(31)

۲۔ اپنشد جس عظیم اور انوکھے علم کا دعویٰ کرتے ہیں۔وہ برہمن کے وجود کو صرف تسلیم کر لینے میں نہیں ہے بلکہ اس کے مسلسل شعور رکھنے میں ہے کیونکہ 'برہمن' انسانی کے اندر رہتا ہے بلکہ یہ ہے ہی انسانی روح اور آتما اور ذاتِ مشخص (سیلف)۔جب آدمی

اس حقیقت کو پالیتا ہے وہ عملِ تناسخ کے چکر سے مکمل طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کی روح اور برہمن ایک ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ خوشی اور غم، زندگی اور موت سے ماورا ہو جاتا ہے۔ نیند میں آدمی کی روح آزاد ہو جاتی ہے۔ یا کائنات میں پرندے یا دیوتا کی مانند آوارہ پھرتی رہتی ہے۔ یہ بادشاہ بن جاتی ہے یا برہمن بن جاتی ہے۔ خواب دیکھنے سے پرے ایک نیند خوابوں کے بغیر بھی ہوتی ہے۔ اس نیند میں روح کے تجربات ہوتے ہیں جن کا اظہار نہیں کیا جا سکتا اور اس سے بھی پرے پھر برہمن ہے۔ جب آدمی برہمن تک پہنچ جاتا ہے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔" (۳۲)

2. " The great and saving knowledge which the Upanishads claim to impart lies not in the mere recognition of thed existence os Brahman, but in continual conciousness of it. For Brahman resides in the human soul .....indeed Brahman is the human soul, is Atman, the Self. When a man realizes this fact fully he is wholly freed from transmigration. His soul becomes one with Brahman, and he transcends joy and sorrow, life and death. In sleep a man's spirit is set free; it wanders through the universe as a bird or as a god, it becomes a king or a Brahman. Beyond dreaming is dreamless sleep, where the soul's experiences are such that they cannot be expressed; and beyond this again is Brahman. When he reaches Brahman, man is free."

(33)

اوپر کی ساری بحث ثابت کرتی ہے کہ ''ہندوصنمیات'' کوئی طبع زاد تصنیف نہیں بلکہ ڈبلیو، جے ولکنز اور اے ایل، باشم کے کی کتب کے تراجم پر مبنی ہے۔ البتہ پوری کتاب میں (دیباچوں کو چھوڑ کر) صرف ایک پیراگراف ایسا ہے جو طبع زاد قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اگر یہ بھی ترجمہ ہے تو یہاں اس امر کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ اس کی اصل کا سراغ نہیں لگایا جاسکا۔

> ''ہم نے اپنی ایک تصنیف 'میں، میرا دین اور میری دنیا' میں ایک جگہ اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔ چونکہ اس فلسفے نے بہت سے مذاہب کو متاثر کیا ہے اس لئے اپنشدوں کے بارے میں کچھ مزید تفصیلات کا جاننا ضروری ہے۔'' (۳۴)

اب یہاں پر یہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے کہ آخر اس ترجمے کی ادبی قدر و قیمت کیا ہے۔ بلاشبہ ڈاکٹر مہر عبدالحق مترجم کے طور پر اچھی شہرت کے حامل ہیں۔ انہوں نے قصیدۂ بردہ کا چار زبانوں میں ترجمہ کیا (۳۵) جو اس میدان میں ان کی مہارت کا اچھا نمونہ ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے قرآنِ مجید کا سرائیکی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ تراجم مختلف زبانوں کے ساتھ ان کی تخلیقی دلچسپی کے مظہر ہیں۔ ڈبلیو، جے، ولکنز کی کتاب کے بارے میں پہلے بھی کہا جاچکا ہے کہ یہ ایک نسبتاً غیر معروف مصنف کی غیر معروف کتاب ہے۔ اس سے [ہندوصنمیات] قبل اس کے کسی ترجمے کا پتہ نہیں ملتا۔ البتہ اے ایل۔ باشم کی کتاب کا ترجمہ ایس، غلام سمنانی نے کیا ہے۔ ہندوستانی تہذیب کی داستان، نگارشات، لاہور، ۱۹۹۹۔ ایس، غلام سمنانی پاکستان کے ادبی حلقوں میں غیر معروف ہیں اسلئے ان کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق نے باشم کی کتاب کے جو ابواب ترجمہ کئے ہیں وہ سمنانی سے بہتر ہیں۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق کا ترجمہ سلیس، رواں دواں اور سادگی کا حامل ہے۔ یہ پوری کتاب کامیاب ترجمہ قرار دی جاسکتی ہے۔

یہاں اس کتاب کو ترجمہ ثابت کر کے اس کی اہمیت کو گھٹانا یا پھر ڈاکٹر مہر عبدالحق کی مسلمہ ادبی حیثیت کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اصل صورتِ حال کو منظرِ عام پر لانا ہے۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق سرائیکی اور اردو کے ایک اہم محقق، ماہر لسانیات اور مترجم کے طور پر ہمیشہ قابلِ احترام رہیں گے۔ ان کا ادبی سرمایہ ادبیات کی تاریخ میں ان کا نام محفوظ کرانے کے لئے کافی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق یکم رجون 1915ء کو لیہ میں پیدا ہوئے۔ لیہ، مظفر گڑھ اور لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۷ء میں ''ملتانی زبان اور اردو سے اس کا تعلق'' کے موضوع پر پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ تمام عمر محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے۔ بیس سے زیادہ تصانیف و تراجم شائع کئے۔ کچھ مسودے غیر مطبوعہ بھی ہیں۔ ۲۳ر فروری 1995ء کو ملتان میں وفات پائی۔۔ مطبوعہ کتب درج ذیل ہیں۔

سرائیکی لوک گیت۔ ملتانی زبان اور اردو سے اس کا تعلق۔ مئے گلفام۔ جاوید نامۂ اقبال۔ نورِ جمال۔ سرائیکی زبان اور اس کی ہمسایہ علاقائی زبانیں۔ قصیدہ بردہ شریف۔ ملتان (مختصر تاریخ)۔ کونین دا والی۔ لغات فریدی۔ قرآن مجید۔ سرائیکی ترجمہ۔ سرائیکی زبان دے قاعدے تے قانون۔ سرائیکی زبان دیاں مزید لسانی تحقیقاں۔ الحمد للہ، تفسیر سورہ فاتحہ۔ پیامِ فرید۔ فردِ فرید۔ تھل۔ ہندو ضمیات وغیرہ۔۔

(یہ سوانحی معلومات زیادہ تر امِ کلثوم کے ایم۔ اے اردو کے لئے لکھے گئے مقالے ''ڈاکٹر مہر عبدالحق۔۔۔ شخصیت و فن'' سے مستفاد ہیں۔ دیکھیے: مقالہ مذکور؛ مملوکہ پروفیسر خلیل صدیقی ریسرچ اینڈ سیمینار لائبریری، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔ نمبر ۹۹)

یہ مقالہ کتابی صورت میں اردو اکادمی، بہاولپور نے ۱۹۶۷ء میں شائع کیا۔

۲۔ یہ مقالہ کتابی صورت میں اردو اکادمی، بہاولپور نے ۱۹۶۷ء میں شائع کیا۔

۳۔ W.J.Wilkins کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوسکیں۔ اس کتاب کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان میں آیا تھا اور یہ کتاب ۱۸۸۲ء میں پہلی بار شائع ہوئی (دیباچے پر فروری ۱۸۸۲ء کی تاریخ درج ہے)۔ بعد میں اس کتاب کے چھ مزید ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۱۹۰۰ء میں دوسرا اور دیگر پانچ ایڈیشن ۱۹۷۵ء سے ۱۹۹۳ء کے درمیان شائع ہوئے۔ اس مضمون میں ۱۹۹۳ء کے ایڈیشن کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس کتاب کے بعد بھی اس مصنف نے "Modern Hinduism" کے نام سے ایک اور کتاب بھی تصنیف کی۔ ''ہندو مائتھالوجی'' اتنی قدیم ہونے کے باوجود آج بھی اپنے موضوع پر ایک عام فہم اور دلچسپ کتاب ہے جو ہندو مذہب کی اساطیر کا مطالعہ کرنے والے اوسط درجے کے قاری کے لئے لائق مطالعہ قرار دی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق کے پیش نظر اس کا نیوجرسی (امریکہ) سے شائع ہونے والا ایڈیشن ہے جس کا ذکر انہوں نے کتابیات میں کیا ہے۔ یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ انہوں نے قاری کو الجھانے کی غرض سے کتاب کے آخر میں ایک فرضی کتابیات بھی شامل کر لی ہے۔

۴۔ اے۔ ایل۔ باشم ہندوستان کی تاریخ اور تہذیب پر کام کرنے والے ایک اہم مستشرق ہیں۔ ان کی دو کتب "The Wonder That Was India" اور "A Cultural History of India" بالترتیب ۱۹۵۴ء اور ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئیں۔ اول الذکر ان کی طبع زاد تصنیف ہے جبکہ مؤخر الذکر کو انہوں نے ترتیب دیا ہے جس میں مختلف اہم محققین نے ہندوستان کی تہذیبی تاریخ کے مختلف اور اہم گوشوں پر دادِ تحقیق دی ہے۔ لیکن باشم کا اصل کارنامہ جس کی وجہ سے انہیں 'انڈیالوجی' میں اعتبار کا درجہ حاصل ہے ان کی مؤخر الذکر تصنیف ہی ہے۔ وہ (باشم) آسٹریلیا نیشنل یونیورسٹی، کینیڈا میں 'ایشیائی تہذیب' کے شعبے میں پروفیسر رہے ہیں اور 'ہندوستانیات' پر مستند عالم

کا درجہ رکھتے ہیں۔ باشم کی اس کتاب کا مکمل اردو ترجمہ ایس۔غلام۔سمنانی نے کیا ہے جو قیاس ہے کہ پہلے ہندوستان میں شائع ہوا ہے۔ نگارشات، لاہور نے اس کا ری پرنٹ شائع کیا ہے۔

۵۔ یہ دیباچہ عرش صدیقی نے ۱۹۸۸ء میں تحریر کیا۔(دیکھیے ص:xxxi) کتاب کی اشاعت میں تاخیر ہوئی تو عرش صاحب نے اپنے مقالے میں ترمیم واضافہ کر کے اسے 'اوراق' لاہور، اگست، ۱۹۹۰ء کے شمارے میں ''اردو اور اساطیر عالم'' کے عنوان سے شائع کرادیا۔ یہ مقالہ کچھ اور اضافوں اور ترامیم کے بعد ان کی کتاب ''تکوین'' مین شامل کیا گیا۔(دیکھیے ۔۔۔تکوین، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۶۳ تا ۷۰)

۶۔ ہندو صنمیات، بیکن بکس، ملتان، ۱۹۹۳ء، دیباچہ (عرش صدیقی) ص،، xxviii

۷۔ ایضاً، ص xxx۔

۸۔ ایضاً، ص xxxi۔

۹۔ ایضاً، دیباچہ از مصنف،، ص ۲۵۔

۱۰۔ اُم کلثوم، ڈاکٹر مہر عبدالحق ۔۔۔فن و شخصیت، غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم۔اے اردو،، ص ۱۲۷۔

۱۱۔ ہندو صنمیات،، دیباچہ از عرش صدیقی، ص iv,iii

12. Hindu Mythology, P xii

۱۳۔ یہاں پر اس امر کی نشاندہی کرنا مقصود ہے کہ ڈاکٹر مہر عبدالحق ڈبلیو۔ جے۔ولکنز کے حسن ترتیب سے اس قدر متاثر ہیں کہ انہوں نے اس (ولکنز) کے تتبع میں کتاب کے اصل متن سے پہلے فہارس اور مقدمے اور پیش لفظ کے صفحات کی گنتی رومن ہندسوں میں دی ہے جو کہ آج کل تقریباً متروک ہے۔ پھر کتاب کی براہ راست ابواب

بندی کی بجائے قدیم انداز میں پانچ فصلوں میں تقسیم کر کے ہر فصل کے اندر متصل ابواب قائم کیے ہیں۔ یہ راستہ بھی ولکنز کا دکھایا ہوا ہے۔ مہر صاحب نے ولکنز کے طریق کار میں صرف یہ تبدیلی کی ہے کہ تمام ابواب کے نمبر شمار مسلسل رکھے ہیں۔ ولکنز کے ہاں ہر فصل میں ابواب کے نمبر الگ الگ ہیں متصل اور مسلسل نہیں۔

۱۴۔ ہندو صنمیات،، ص'' iv,v,vi

15. Hindu Mythology, p, xiii xiv, xv

۱۶۔ دیکھئے؛ ہندو صنمیات،، حصہ چہارم، باب نمبر ۳۱ اور ۳۲ کے عنوانات جو بالترتیب یوں ہیں:

۳۱) تخلیقِ کائنات کے بارے میں پرانوں کا بیان۔

۳۲) پرانوں کی رو سے وقت کی تقسیم۔

۱۷۔ دیکھئے؛ الف) ہندو صنمیات،، ص'' vi,vii,viii

ب) Hindu Mythology, p, xv,xvi

۱۸۔ دیکھئے؛ الف) ہندو صنمیات،، ص'' x, xi

ب) Hindu Mythology;, p xvii,xviii

۱۹۔ ہندو صنمیات، ص، ۳۳۔

20. Hindu Mythology,, p3.

۲۱۔ ویدوں کا وہ حصہ جو بھجنوں پر مشتمل ہوتا ہے اسے ''سمہتا'' کہا جاتا ہے جبکہ دیگر حصے برہمنا اور اپنشد کہلاتے ہیں۔ ولکنز نے نجانے کیوں اسے (   ) لکھا ہے۔ مہر عبدالحق نے چونکہ محض ولکنز ہی کو سامنے رکھا ہے اس لئے انہوں نے بھی سمہتا (Samhita) کو سنہتا (Sanhita) ہی لکھا ہے اور دیگر مصنفین سے استفادے کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔ اس دعوے کے ثبوت کے طور پر دیکھئے:

1. Albrecht, Weber, The History of Indian Literature, tr.

by Jhon Mam & Theodor Zachariaf, Tashkila Hard bound, Delhi, 1980, p8.

2. T, Burrow, The Early Aryans, [A Cultural History of India] edited by A.L. Basham, Clarendon Press, Oxford, 1975, p20.

ان دو مصنفین کا حوالہ اس لئے دیا گیا ہے کہ اوّل الذکر انیسویں صدی کے ایک جرمن محقق ہیں جبکہ دوسرے فاضل کا تعلق بیسویں صدی سے ہے۔ مقصد یہ دکھانا تھا کہ قدیم اور جدید دونوں ادوار میں سمہتا کو سنہتا نہیں کہا گیا۔ مہر صاحب کو یہ غلطی ولکنز سے ورثے میں ملی ہے۔

۲۲۔ ہندو صنمیات، ص ۳۴۔۳۵

23. Hindu Mythology,, p5

۲۴۔ ہندو صنمیات، ص ۱۵۰

25. Hindu Mythology,, p122. 28.

۲۶۔ ہندو صنمیات، ص ہندو صنمیات، ص ۳۳۴

27. Hindu Mythology,, p363

۲۸۔ ہندو صنمیات، ص ۴۵۱

29. Hindu Mythology,, p353

۳۰۔ ہندو صنمیات، ص ۴۶۱

31. A.L. Basham, The Wonder That Was India , Sidwick & Jackson, London, 1982, p256.

۳۲۔ ہندو صنمیات، ص ۵۲۳

33. The Wonder That Was India, p250

۳۴۔ ہندو صنمیات، ص ۵۲۳

۳۵۔ قصیدہ بُردہ کا تین زبانوں (فارسی، اردو، سرائیکی) میں منظوم اور انگریزی میں نثری ترجمہ کیا گیا ہے۔ دیکھیے: قصیدہ بُردہ مترجمہ ڈاکٹر مہر عبدالحق، سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان، ۱۹۷۸ء

36. The Wonder That Was India, p287

۳۷۔ ہندوستانی تہذیب کی داستان، اے ایل باشم مترجمہ ایس غلام سمنانی، نگارشات، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۴۰۳

۳۸۔ ہندو صنمیات، ص ۵۰۰، ۵۰۱